خوانِ بنوریؒ سے

افادات: محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا امین اورکزئیؒ کی خوشہ چینی

(چوتھی اور آخری قسط)

ضبط وکتابت: مولانا محمد امین اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ ومرسلہ: مولانا محمد طفیل کوہاٹی

☆:......انفاق اور اسراف کے درمیان حد یہ ہے کہ راہِ حق میں صرف ہو تو انفاق ہے، اگرچہ سب کچھ صرف کردے اور اگر غیر حق میں ہو تو اسراف ہے، اگرچہ شئے قلیل ہو۔

☆:......حدیث میں سات آدمیوں کا ذکر ہے، جن کو سایۂ عرش میں جگہ ملے گی، سات میں حصر مقصود نہیں۔ ان کے بغیر اوروں کا بھی روایات میں ذکر آیا ہے، اور علماء نے ان پر اور بھی بڑھا دیئے، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بھی کئی لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ عدد میں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہوا کرتا، حتیٰ کہ قائلین بالمفہوم کے نزدیک بھی۔

☆:......بخاریؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ''ید علیا'' سے مراد ''منفقہ'' ہے اور ''سفلی'' سے ''آخذہ''، مگر مؤطا وغیرہ کی روایات میں آیا ہے کہ أٰخذة متعففة (غیر سائلہ) علیا ہے اور سائلہ سفلی ہے، جمع یوں ہوسکتا ہے کہ علیا کے دو درجے ہیں: ایک تو منفقہ کا ہے اور دوسرا آخذہ متعففہ کا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆:......اِقط، قرط (پشتو) کو کہتے ہیں، نہ کہ پنیر کو، جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے۔

☆:......یہ میری قطعی رائے ہے کہ جدہ سے احرام نہیں باندھا جاسکتا، خلافاً للمفتی محمد شفیعؒ۔ ہماری اس پر اٹھارہ گھنٹے بحث ہوئی، لیکن مفتی صاحب کے دلائل سے اطمینان نہ ہوا، وہ دلائل کمزور ہیں۔ درحقیقت وہ اس شخص کے بارے میں ہیں جس کا میقات مجہول ہو اور محاذاتِ میقات بھی نامعلوم ہو، ایسا شخص حرم سے دو مرحلہ کے فاصلے سے احرام باندھے گا۔ اس مسئلہ میں مَیں، مفتی ولی حسن صاحب اور مفتی رشید احمد متفق ہیں۔

☆:......ذاتِ عرق کی توقیت کے بارے میں علماء حیران ہیں کہ اس کی توقیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ غزالیؒ، نوویؒ اور ابن حجرؒ سب حیران ہیں اور ہر ایک نے دو قول پیش کیے ہیں، ایک کتاب میں ایک قول لکھا، دوسری میں دوسرا قول لکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس

کی حقیقت واضح فرمائی ہے، وہ یہ کہ توقیت ذاتِ عرق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی تھی اہلِ عراق کے لیے۔ رہا یہ سوال کہ عراق تو فتح نہیں ہوا تھا؟! تو یہ سوال وارد نہیں ہوتا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مصر وشام بھی فتح نہیں ہوئے تھے، حالانکہ ان کے لیے میقات متعین فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم تھا اور قرآن کریم کی آیت ''یَأْتُوْکَ رِجَالاً وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّأْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ '' سے بھی معلوم ہو رہا تھا کہ یہ علاقے فتح ہوں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے لیے میقات کا تعین فرمایا تھا، مگر عراق کے بعض حصوں کے لوگ جو نجد کے ساتھ ملحق ہیں ان کو اشکال ہوا کہ چونکہ ہم نجد کے تابع ہیں، اس لیے ہمارا میقات قرن المنازل ہونا چاہیے، لیکن وہ ان لوگوں سے بہت دور تھا۔ اس اشکال کو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے محاذات کا اعتبار کرتے ہوئے ان لوگوں کو ذاتِ عرق سے احرام باندھنے کا فتویٰ دیا، یعنی ذات عرق کی توقیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی، مگر اس خاص خطہ کے لوگوں کے لیے اس کی تعیین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی۔

☆:...... چھ گز کے فاصلے پر حطیم کعبہ کا جز ہے، باقی نہیں، علماء نے ایسا ہی لکھا ہے۔ البتہ نماز میں اس کی طرف استقبال ناکافی ہے، اس لیے کہ اس کی جزئیت خبر واحد سے ثابت ہے جو کہ مظنون ہے، لہٰذا اس سے فرضِ مقطوع ادا نہیں ہوسکتا۔

☆:...... امام ابویوسفؒ کے پاس مرض الموت کی حالت میں ایک شخص آیا تو آپؒ نے پوچھا کہ رمی کے بعد وقوف مسنون ہے یا نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ مسنون ہے۔ آپ نے پوچھا کہ مطلقاً؟ کہا: ہاں۔ آپؒ نے فرمایا کہ: غلط۔ اس نے پھر کہا کہ: غیر مسنون ہے، تو آپ نے فرمایا کہ: غلط، پھر مسئلہ بتلایا کہ جس رمی کے بعد دعا ہو تو اس کے بعد وقوف مسنون ہے، اگر دعا نہیں تو وقوف بھی مسنون نہیں، وہ شخص دروازہ تک پہنچا ہی تھا کہ آپؒ کا وصال ہوگیا۔

اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شہادت سے چند لمحے پہلے ایک اعرابی عیادت کے لیے آیا، جب واپس ہونے لگا تو آپؓ نے واپس بلایا اور فرمایا کہ: ''ارفع إزارک فإنہٗ أتقی لربک وأنقی لثوبک '' یہ شان ہوتی ہے اہلِ علم اور اہلِ دین حضرات کی کہ ہر وقت دین کے لیے سوچتے ہیں۔

☆:...... مدینہ منورہ کو چھوڑ کر دوسرے بلاد میں جانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ ناراضگی فرمایا ہے، اور یہ اس صورت میں کہ جب اسلام اکنافِ ارض میں پھیلے گا اور عراق وشام کے متمدن علاقے زیرنگیں آئیں گے، چونکہ ان علاقوں کی بود وباش امیرانہ تھی اور زندگی راحت وآرام کی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہدایت فرمائی کہ تنعم اور تعیش کی خاطر مدینہ منورہ کو لوگ چھوڑ جائیں گے، لیکن اگر وہ صحیح علم رکھتے تو ان کے لیے مدینہ بہتر تھا۔ اگرچہ وہاں ضیقِ معاش اور تنگی ہے اور دیگر بلاد میں آسائشیں میسر ہیں۔ رہا یہ کہ جہاد اور اشاعتِ اسلام کے لیے باہر جانا تو اس حدیث کے دائرہ سے باہر

ہے، خود ارشادِ نبوی ہے: ’’لغدوة أو روحة في سبيل الله خير من الدنيا وما فيها‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اور دیگر صحابہؓ نے مدینہ سے باہر جا کر اسفار کیے۔

پہلے اہلِ حجاز کے ہاں مشہور تھا کہ جس کو دین مطلوب ہو تو وہ مدینہ میں رہے اور جس کو خالص دنیا مطلوب ہو وہ جدہ میں رہے اور جس کو دین و دنیا دونوں مطلوب ہوں وہ مکہ معظّمہ میں رہے۔ حضرت شیخؒ فرماتے ہیں کہ آج کل تو مدینہ میں بھی اتنی تجارت ہوتی ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے، آج تو مدینہ میں بھی دین و دنیا دونوں میسر ہیں۔

☆:......’’روضة من رياض الجنة‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ اس ٹکڑے میں پہنچ گیا، مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمادے گا، کیونکہ جنت میں جب آدمی داخل ہو جائے تو پھر اس کو نکالا نہیں جائے گا۔ یہ حضرت شیخؒ کی توجیہ ہے [اور نفیس بھی ہے]۔

☆:......’’الصيام جنة‘‘ (روزہ ڈھال ہے) ڈھال چونکہ آدمی کے بائیں ہاتھ میں ہوتی ہے اور اس سے بچاؤ کا انتظام کرتی ہے، تو روزہ بھی انسان کے لیے قبر میں عذاب سے نجات کا باعث بنے گا، چنانچہ صحیح ابن حبان میں حدیث موجود ہے کہ قبر میں انسان جب رکھا جائے گا تو دائیں جانب سے نماز عذاب کو روکے گی اور بائیں جانب سے روزہ عذاب کو روکے گا۔

☆:......حضرت شیخؒ فرماتے ہیں کہ: ہمارے شیخ [حضرت کشمیریؒ] رمضان شریف میں تلاوت فرما رہے تھے، ان کی عادت تھی کہ بہت غور و خوض سے تلاوت فرمایا کرتے تھے، بسا اوقات فجر کی نماز کے بعد ایک پارہ شروع کیا تو عصر تک ختم ہوجاتا تھا۔ بہرحال آپؒ تلاوت فرما رہے تھے، میں قریب بیٹھا کام کر رہا تھا۔ آپؒ نے فرمایا کہ: سامنے الماری میں کتاب [فتح الباری، ج:۳] ہے، ایک دو کو چھوڑ کر تیسری لے آؤ۔ میں نے اُٹھالی، فرمایا کہ: کتاب الجنائز میں دیکھیں کہ یہ حدیث [کہ قبر میں نماز دائیں اور روزہ بائیں طرف سے عذاب کو روکیں گے] مسند احمد کے حوالہ سے ہے یا صحیح ابن حبان کے حوالہ سے؟ [سبحان اللہ!]

شربتُ الحب كأساً بعد كأس　　فما نفد الشراب وما رويت

☆:......’’ایلہ‘‘ وہی شہر ہے جسے آج کل ’’عقبہ‘‘ کہتے ہیں، جس پر حال میں اسرائیل نے قبضہ کیا ہے۔ ایک ’’ابلہ‘‘ ہے، وہ بصرہ کے قریب واقع ہے۔ دونوں کی طرف رواۃ منسوب ہیں۔ ’’الايلي‘‘ بھی ہیں اور ’’الابلي‘‘ بھی۔

☆:......اپنے عزیز صاحب زادے محمد صاحبؒ کو سبق پڑھاتے ہوئے فرمایا کہ: بقرة، لوذة، تمرة، دجاجة، حمامة میں تاء وحدت کے لیے ہے، تانیث کے لیے نہیں۔

☆:......حضرت شیخؒ نے اپنے استاذ امام العصر حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کا یہ مقولہ نقل فرمایا کہ: فلاسفہ اور حکماء کے علوم پھیلے ہوئے ہوتے ہیں، جتنا آپ ان میں غور کریں گے وہ سمٹتے چلے جائیں گے اور

حضرات انبیاء علیہم السلام کے علوم مختصر ہوا کرتے ہیں، لیکن ان میں جتنا غور کیا جائے، وہ پھیلتے چلے جائیں گے۔

☆ :......حضرتؒ نے فرمایا کہ: قرآن حکیم کی بعض بدیہیات بھی اتنی مشکل ہوتی ہیں کہ میں اُن کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا۔ ''إِنَّ هٰـذِهٖ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً'' مختصر سی آیت ہے، جس میں بظاہر کوئی اشکال نہیں، لیکن مختلف تفاسیر کے مطالعہ اور کافی غور کے بعد بھی اطمینان نہیں ہوا۔ البتہ تفسیر مظہری میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اس سے کچھ اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

☆ :......مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے دار التصنیف میں احقر اور برادرِ مکرم مولانا محمد حبیب اللہ صاحب مختار رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب فرماتے ہوئے کہا کہ: مدینہ منورہ میں ''مجمع البحار'' کا ایک نسخہ ملا، قیمت تیس ریال تھی، میرے پاس رقم ناکافی تھی، صرف خرچہ کی رقم تھی، پریشان تھا، چھوڑنے کا بھی جی نہیں چاہتا تھا، اس لیے کہ ہندوستان میں اس کی قیمت دو سو روپیہ تھی، اس حالت میں ایک شخص ملا، اس نے کہا کہ فلاں صاحب نے یہ دس پونڈ آپ کے لیے دیئے ہیں جس کے سو ریال بنتے تھے، اس طرح یہ کتاب میں نے لے لی۔ فرمایا: اس طرح محنت سے ہم نے یہ کتابیں جمع کی ہیں اور فرمایا کہ: یہ بائیس سال پہلے کا واقعہ ہے، جب کہ میں وہاں اس وقت کسی سے متعارف بھی نہیں تھا۔

☆ :......حضرت مولانا شاہ عطاء اللہ بخاریؒ نے حضرت شاہ کشمیری صاحبؒ کے متعلق فرمایا کہ: ''صحابہؓ کا قافلہ آگے بڑھا، یہ پیچھے رہ گئے'' اور فرمایا کہ: ''حضرت شاہ انور شاہ صاحبؒ اگر گناہ کرنا چاہیں تو کر نہیں سکتے، آپ کو گناہ کرنا آتا ہی نہیں۔''

☆ :......حضرت مولانا تھانوی صاحبؒ جب کہ وہ حکیم الامت بن چکے تھے، علمی مسائل میں حضرت شاہ صاحبؒ سے مراجعت فرمایا کرتے تھے، جب کہ حضرت شاہ صاحبؒ اس وقت نوجوان اور مولوی انور شاہ تھے۔ حضرت تھانویؒ نے ایک خط میں استدعا کرتے ہوئے لکھا کہ: ''آپ اس مسئلہ میں روایت یا درایت کے لحاظ سے جو فیصلہ ہو کیجئے۔''

☆ :......حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ: دس جلدوں کے مطالعہ کے بعد صرف ایک نیا مسئلہ سامنے آجاتا ہے تو خوشی ہوتی ہے کہ محنت ضائع نہیں ہوئی۔

☆ :......حضرت مولانا غلام نبی کامویؒ کا مقولہ حضرت الشیخؒ نے نقل فرمایا کہ: جتنے بڑے بڑے علماء ہم نے دیکھے ہیں، اگر چاہیں تو ہم ان جیسے عالم بن سکتے ہیں، الا انور شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

نوٹ: یہ چند چنیدہ افادات تھے جو حضرت الاستاذؒ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ایک رجسٹر سے نقل کیے گئے، اس رجسٹر میں اور بھی جواہر پارے موجود ہیں، لیکن ان میں سے زیادہ تر کا تعلق بخاری شریف کے متن کے حل سے ہے، ان شاء اللہ! جب حضرت الاستاذ کے درسی افادات کی ترتیب وتدوین کی جائے گی تو اس عجالہ کو بھی مکمل پیش کیا جائے گا۔ [انتہیٰ]